مکاتیبِ اجمل

پروفیسر محمد اسلم صاحب، پنجاب یونیورسٹی لاہور

مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں (۱۸۶۳ء - ۱۹۲۷ء) کا شمار برصغیر پاک و ہند کے نامور فرزندوں میں ہوتا ہے۔ موصوف بین الاقوامی شہرت رکھنے والے طبیب، اونچے پایہ کے سیاستداں، خوش فکر شاعر، صاحبِ طرز ادیب اور بہترین خطاط تھے۔ انہوں نے موجودہ صدی کے رُبع اول میں برصغیر کی سیاست میں بھرپور حصہ لیا۔ حکیم صاحب انڈین نیشنل کانگریس کے صدر بھی رہے اور خلافت کمیٹی کے سربراہ بھی۔ موصوف ۱۹۰۶ء میں ڈھاکہ کے اُس اجلاس میں شریک تھے جس میں آل انڈیا مسلم لیگ کی بنیاد رکھی گئی تھی۔

حکیم صاحب ہر طبقے میں یکساں مقبول تھے۔ انہوں نے ہندو مسلم اتحاد کے لئے بڑی کوشش کی لیکن جب شدھی اور سنگھٹن کی تحریکیں شروع ہوئیں تو اُن کے حساس دل پر بڑی چوٹ لگی۔ ۱۹۲۵ء میں کوہاٹ میں ہندو مسلم فسادات میں کانگریس نے معاندانہ روش اختیار کی تو حکیم صاحب سیاست سے دل برداشتہ ہو گئے۔ شبانہ روز کی محنت نے ان کی صحت برباد کر دی تھی اس لئے موصوف ۱۹۲۵ء کے موسم خزاں میں بحالیٔ صحت کے لئے یورپ تشریف لے گئے۔

یورپ میں قیام کے دوران میں انہیں کئی جلاوطن مسلم رہنماؤں سے ملنے

کا اتفاق ہوا۔ وہیں ان کی ملاقات مکتوب الیہ ڈاکٹر محمد اقبال شیدائی سے ہوئی حکیم صاحب کا ان کے ساتھ جو تعلق قائم ہوا وہ تادمِ واپسیں قائم رہا۔

مکتوب الیہ | ڈاکٹر محمد اقبال شیدائی ۱۸۸۸ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد چوہدری غلام علی صبٹھ ایک اسکول میں مدرس تھے۔ ان کی ابتدائی تعلیم سیالکوٹ میں ہوئی۔ پہلی عالمی جنگ کے بعد برصغیر میں تحریک خلافت کا آغاز ہوا تو مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے انگریزوں کے ماتحت علاقے سے ہجرت کا فتویٰ صادر فرمایا۔ اس فتویٰ کے اجرا کے بعد ہزاروں مسلمان اپنی جائدادیں غیر مسلموں کے پاس اونے پونے داموں فروخت کر کے افغانستان چلے گئے انہی مہاجرین میں اقبال شیدائی بھی شامل تھے۔

شیدائی مرحوم کی کابل میں آمد سے پانچ سال قبل پنجاب کے کالجوں سے متعدد زیر تعلیم طلبہ ترکی کی حمایت میں انگریزوں کے خلاف لڑنے کا جذبہ لے کر کابل چلے آئے تھے۔ ۱۹۱۵ء میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رح کے حکم سے مولانا عبیداللہ سندھی بھی کابل پہنچ گئے تو یہ طلبہ ان کے گرد جمع ہو گئے۔

حضرت شیخ الہند رح کی یہ اسکیم تھی کہ ترکی افغانستان کو فوجی امداد دے اور امیر افغانستان آزاد قبائل کی مدد سے ہندوستان پر حملہ کر دے۔ آزاد قبائل میں شیخ الہند رح کے دو جاں نثار شاگرد مولانا افضل ربّی اور حاجی صاحب ترنگ زئی قبائلیوں کو جہاد کی ترغیب دے رہے تھے۔

مولانا عبیداللہ سندھی رح نے یہ تمام اسکیم ریشمی خطوط کے ذریعے حضرت شیخ الہند رح کی خدمت میں روانہ کی لیکن ملتان کے ایک انگریز پرست خان بہادر،

رب نواز خاں نے قاصد کو پکڑ کر حکام کے حوالے کر دیا۔ برطانوی حکومت فوراً حرکت میں آئی اور حضرت شیخ الہندؒ اور ان کے رفقاء کو مکہ مکرمہ سے گرفتار کر کے مالٹا میں نظر بند کر دیا۔

مولانا سندھیؒ نے کابل میں قیام کے دوران میں جنود ربانیہ کے نام سے برصغیر کو انگریزوں کے تسلط سے آزاد کرانے کے لئے ایک فوج تیار کرنے کا خاکہ تیار کیا اور ایک جلا وطن حکومت کی بنیاد رکھی جسے وہ حکومتِ موقتہ کہتے تھے۔ اس جلا وطن حکومت میں راجہ مہندر پرتاپ صدر، مولانا سندھیؒ نائب صدر اور وزیر داخلہ، مولوی برکت اللہ بھوپالی وزیر اعظم، مولوی محمد بشیر وزیر جنگ، رحمت علی وزیر مواصلات اور مسٹر پلائی وزیر خارجہ مقرر ہوئے۔ جب اقبال شیدائی کابل پہنچے تو انہیں محکمہ جنگ اور محکمہ مواصلات کا نائب وزیر مقرر کیا گیا۔

مولانا سندھیؒ تقریباً سات برس تک کابل میں مقیم رہے لیکن امیر افغانستان برصغیر پر حملہ کرنے سے باز رہا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اسے انگریزوں سے باقاعدہ وظیفہ ملتا تھا۔ مولانا سندھیؒ امیر کابل کے رویّے سے مایوس ہو کر روس چلے گئے۔ کابل میں مقیم ہندوستانی طلبہ اور شیدائی مرحوم بھی کابل سے ماسکو پہنچ گئے۔ بالشویک انقلاب کے بعد روس کے حالات اس قدر بدل چکے تھے کہ وہاں مذہب کا نام لینا سب سے بڑا جرم سمجھا جاتا تھا۔ ان حالات میں یہ لوگ ترکی چلے گئے۔

اقبال شیدائی ماسکو سے ترکی اور فرانس ہوتے ہوئے اٹلی پہنچ گئے۔ یورپ میں قیام کے دوران میں ان کی ہندوستان سے سیاسی رہنماؤں سے خط و کتابت ہوتی رہتی تھی۔ ان کے مجموعۂ نوادرات میں علامہ اقبال، سر آغا خاں، پنڈت جواہر

لعل نہرو، حکیم اجمل خاں، مولانا ابوالکلام آزاد اور اجیت سنگھ (عم سردار بھگت سنگھ) کے خطوط موجود ہیں۔
برصغیر سے جب بھی کوئی سیاسی رہنما یورپ جاتا تو شیدائی اس سے ضرور ملتے۔

اقبال شیدائی نے اپنے دوست و احباب کے اصرار پر درآمد و برآمد کا کام شروع کیا۔ وہ عرب ممالک کے ساتھ تجارت کیا کرتے تھے۔

انہوں نے ۱۹۳۶ء میں ایک فرانسیسی خاتون سے شادی کر لی۔ ان کی اکلوتی بیٹی شیریں اقبال ڈینٹل سرجن ہے اور جنوبی فرانس کے کسی شہر میں پریکٹس کر رہی ہے۔

قیام پاکستان کے بعد ڈاکٹر اقبال شیدائی اکتوبر ۱۹۴۷ء میں طویل جلاوطنی کے بعد پاکستان آئے۔ یہاں ان کی ملاقات عمائدین حکومت سے ہوتی رہتی تھی۔ انہوں نے چودھری محمد علی اور خان لیاقت علی خاں کو متعدد مشورے دیئے اور جہاد کشمیر کے بارے میں ایک فتویٰ کی خوب تشہیر کی۔

کچھ عرصہ بعد اقبال شیدائی دوبارہ اٹلی تشریف لے گئے۔ اس بار انہیں ٹورن یونیورسٹی میں ملازمت مل گئی اور وہ اطالویوں کو اردو پڑھانے لگے۔ شیدائی صاحب نے ۱۹۶۵ء میں مراجعت فرمائی اور یہاں اپنے بھانجے چودھری عبدالرحمٰن کیساتھ رہنے لگے۔ پاک بھارت جنگ کے بعد موصوف سیاسیات سے عملاً کنارہ کش ہو گئے۔

لاہور میں شیدائی صاحب کی رہائش راقم الحروف کے گھر سے قریب تھی اس لئے ان کیساتھ اکثر ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ میرے ہمسائے چودھری اشتیاق احمد مرحوم انکے رشتہ دار تھے، اس لئے جب انکے ہاں تشریف لاتے تو میرے مکان کے سامنے سے گزرتے۔ ایک بار میں نے ان سے تبرکاً ایک کتاب پر آٹوگراف بھی لیے۔

آخر عمر میں شیدائی صاحب عارضہ قلب میں مبتلا ہو گئے تھے۔ ان کے بھائی اور بھتیجے ڈاکٹر تھے، انہوں نے بڑی محنت کے ساتھ علاج کیا لیکن موت کا وقت مقرر ہے۔ بالآخر وہ ساعت آ گئی اور موصوف ۱۳ جنوری ۱۹۷۴ء کو اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ ان کی قبر حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلیفہ شیخ طاہر بندگیؒ کے مزار سے ملحقہ قبرستان (میانی صاحب) میں راقم الحروف کے والد بزرگوار کی قبر سے سات

آٹھ گز کے فاصلہ پر ہے اس لئے تقریباً روز ہی اس کی زیارت ہوتی رہتی ہے۔ ان کے لوح مزار پر نظیری کا یہ شعر کندہ ہے، جو ان کی پوری زندگی کا آئینہ دار ہے ؎

نیست در خشک و تر بیشۂ من کوتاہی
چوب ہر نخل کہ منبر نشود دار کنم!

میں ڈاکٹر اقبال شیدائی مرحوم کے برادر خورد جناب ڈاکٹر محمد جمال حبشہ کا بیحد ممنون ہوں کہ مجھے حکیم محمد اجمل خاں مرحوم کے مکتوبات نقل کرنے اور انہیں شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

مکتوب نمبر ۱

بالمورل ہوٹل
لوزان ۔ اوشی
۵ر جون ۱۹۲۵ء

مہربان و عنایت فرمائے من

وعلیکم السلام۔ آپ کا خط مؤرخہ ۲ر جون پہنچا۔ خوشی ہے کہ عزیز محمد علی[۱] یورپ آرہے ہیں اور غالباً ۲۰ر جون تک مارسیلز پہنچ جائیں گے۔ انہیں میرا پتہ جلد سے جلد دیجئے گا تاکہ وہ مجھ سے مل سکیں۔ خدا ان کی تجارت میں برکت دے۔ ان میں بہت سی خوبیاں ہیں اور وہ اسلام کا سچا درد اپنے دل میں رکھتے ہیں۔

آزاد صاحب کے متعلق آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ وہ آرہے ہیں۔ اگر نامناسب نہ ہو تو مجھے لکھ بھیجئے۔

آپ براہ مہربانی سردست تمام چیزوں کو چھوڑ کے اور تجارت کے پیشے کو اپنے لئے اختیار کر لیجئے تاکہ آپ کی موجودہ پریشانی دور ہو اور آپ اپنی حالت کو درست

کرسکیں۔ بیشک مالی مشکلات اوّل اوّل ہوگی لیکن خدا پر بھروسہ رکھنے اور استقلال کے ساتھ کام جاری رکھنے کے نتائج آپ خود چند مہینوں کے بعد دیکھنے لگیں گے۔ میں محمد علی صاحب سے ملا تو امید ہے کہ ایک حد تک آپ کی موجودہ مشکل میں سہولت اور آسانی پیدا ہو سکے گی۔

ڈاکٹر صاحب کا ویانا سے خط آیا تھا۔ مجھے اپنے کالج کے لئے وہاں سے کچھ چیزیں خریدنی ہیں، اس لئے میں نے انہیں تکلیف دی ہے اور وہ براہ مہربانی ان چیزوں کی فہرستیں فراہم کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ ویانا میں ان سے ملاقات ہوگی۔

حکیم فضل الرحمٰن میرے پاس ہیں۔ میں نے انہیں لاہور بھیج کر اوّل کیمسٹری کی تعلیم دلوائی اور پھر انہیں کالج میں لے لیا جہاں وہ کیمسٹری کے پروفیسر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ خوش ہیں اور امید ہے کہ خوش رہیں گے۔ ان کا پتہ یہ ہے:

دہلی۔ قرولباغ۔ طبیہ کالج۔

میری صحت خدا کا شکر ہے کہ بتدریج بہتر ہو رہی ہے۔ امید ہے کہ میں ہندوستان صحت کی اچھی حالت میں واپس جاؤں گا۔

آپ نے میرے متعلق جس محبت کا اظہار کیا ہے اس کا شکر گذار ہوں اور اپنی ہمدردی کا آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ آپ یہاں آنے کی تکلیف نہ کریں میں قسطنطنیہ جانے سے پہلے خود آپ سے مل سکوں گا۔ عزیزم محمد علی سے کہہ دیجئے گا کہ وہ مجھ سے جلد از جلد مل لیں۔ میں لوزین میں ۶ر جولائی تک مقیم ہوں۔

ڈاکٹر انصاری صاحب آپ کو سلام شوق کہتے ہیں۔ والسلام۔

اجمل

مکتوب نمبر ۲

مائی ڈیر اقبال

وعلیکم السلام۔ آپ کا ایک خط پانچ روز ہوئے ملا تھا، اور دوسرا آج ۱۴ جون کو پہنچا۔ اس لئے دونوں کا جواب مختصر دے رہا ہوں۔

وحید صاحب[۱] مرحوم کے انتقال سے رنج ہوا۔ خدا تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور اس کے پسماندگان و احباب کو صبر اور تسلی عطا فرمائے۔

آپکے دوسرے خط سے حالات معلوم ہوئے۔ افسوس ہے کہ ہم لوگ لوزین میں ۷ جولائی سے زیادہ نہیں ٹھہر سکتے۔ ہم پہلے میلان آئیں گے اور وینس اور ویانا ہوتے ہوئے قسطنطنیہ چلے جائیں گے۔ ہمارا ارادہ ایک روز میلان میں قیام کرنے کا ہے۔ اگر ضرورت ہوئی تو ایک روز اور ٹھہر سکیں گے۔ اس سے زیادہ گنجائش افسوس ہے کہ ممکن نہیں ہے۔ وہاں پہنچ کر دیکھیں گے کہ ہم لوگ اپنے اوقات کو کس طرح تقسیم کریں۔

آپنے دلچسپ حالات لکھے ہیں۔ اگر اس سلسلے میں اور مفصل حالات معلوم ہو سکیں تو بہتر ہے۔ آپ کے متعلق تو میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ آپ اپنا وقت تجارت پر صرف کریں، رحمٰن دو تین روز میں یہاں آنے والے ہیں۔ میں ان سے دریافت کروں گا کہ ابھی انہوں نے آپ سے تجارت کے متعلق جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیوں نہیں کیا۔ آپ یقین کریں کہ اس کے لئے آپ کے پاس کوئی معقول وجہ ہوگی۔ وہ ایسے آدمی نہیں ہیں کہ ان کے قول اور فعل میں فرق ہو۔

آپ کی مالی حالت سے میں متأثر ہوں۔ بغیر آپ کے کہنے کے پیرس میں مجھے خود خیال آیا تھا لیکن سفر کے لئے رقم محدود ہونے کی وجہ سے میں آپ سے اپنے خیال کو بھی ظاہر نہیں کرسکا اور خاموش ہو گیا۔ لیکن میں اب اور کیا کر سکتا

ہوں۔ والسلام۔

اجمل

لوزین ۱۳ جون ۱۹۲۵ء

مکتوب نمبر ۳

مہربان دوستان

وعلیکم السلام۔ آپ کا عنایت نامہ مؤرخہ ۲۰ جون مجھے ملا۔ ملفوفہ خط پڑھنے کے بعد میں آپ کو واپس کر رہا ہوں۔ میں کل یہاں سے روانہ ہو رہا ہوں۔ رستہ میں لوسرن اور زیوریک ٹھہرتا ہوا ویانا اور وہاں سے وینس جاؤں گا میلان سے بہرحال گذرنا ہے۔ امید ہے کہ آپ کی ملاقات ہو سکے گی۔

اب میں قسطنطنیہ نہیں جا رہا۔ بلکہ وینس سے ۱۷ جولائی کے جہاز میں مصر و شام کے لئے سوار ہو رہا ہوں۔ البتہ ڈاکٹر انصاری صاحب قسطنطنیہ جائیں گے۔

مولوی صاحب سے بہت افسوس ہے کہ میں نہیں مل سکوں گا۔ کیا اچھا ہو تا کہ وہ اس سفر میں جو میں لوزین سے مارسیلز تک کروں گا کسی جگہ مجھ سے مل سکتے۔ اگر آپ انہیں تار دیکر بلالیں تو بہت اچھا ہو۔ معلوم نہیں کہ وہ یہ سفر کر سکتے ہیں یا نہیں؟

امید ہے کہ آپ کا کام تجارت کے سلسلہ میں اگر آپ پوری توجہ کے ساتھ محنت کریں ترقی کریں گے۔ مولوی صاحب پر میں آپ کی رائے ظاہر نہیں کر سکتا۔ آپ مطمئن رہیں۔

اجمل

۲ جولائی ۱۹۲۵ء

لوزین۔

مکتوب نمبر۴
مہر گسترم

السلام علیکم!

آپ سے محترم امیر شکیب ارسلان[۹۴] اس خط کے ذریعے ملیں گے اور جس غرض سے ملیں گے اسے زبانی بیان فرمائیں گے۔ انہیں اپنے دوست کیپٹن صاحب سے بھی ملا دیجئے اور جس قدر بھی ممکن ہو پوری کوشش اس کام کے انجام دینے کے لئے کیجئے جس کے لئے یہ وہاں آرہے اور آپ سے مل رہے ہیں۔

کیپٹن صاحب کو میرا اسلام کہہ دیجئے اور ان کی مزاج پرسی کر لیجئے۔

محمد اجمل

حیفا۔ ۹ ستمبر ۱۹۲۵ء

مکتوب نمبر۵

P & O.S. N. CO.

S. S.

مائی ڈیر اقبال

السلام علیکم!

عرصہ سے میں نے آپ کو کوئی خط نہیں لکھا۔ جس کا مجھے افسوس ہے۔ میں اس عرصہ میں برابر سفر میں رہا۔ قاہرہ سے بیت المقدس، زبدانی، رملہ، بعلبک، سوفر، بحمدون، عین زحلہ، علیہ، بیروت، صور، عکا اور حیفا ہوتا ہوا پھر قاہرہ واپس آیا اور اب ۱۶ ستمبر کے جہاز سے ہندوستان کے لئے سفر کر رہا ہوں اور یہ خط آپ کو عدن سے لکھ رہا ہوں۔

مجھے افسوس ہے کہ روپیہ بھیجنے میں بھی تاخیر ہوئی۔ میں نے دو سو روپیہ کے قریب لالہ تیجو مل کو، جو میرے ہندوستانی دوست ہیں اور قاہرہ میں تجارت کرتے ہیں ۱۵ ستمبر کو آپ کے پتہ کے ساتھ دیا تھا جو امید ہے کہ انہوں نے ۱۶ ستمبر کو روانہ کر دیا ہوگا اور وہ آپ کو اس خط کے پہنچنے سے پہلے ہی مل گیا ہوگا یا عنقریب مل جائے گا۔ اپنی خیریت اور رسید سے مطلع کیجئے گا۔

کپتان صاحب کو سلام۔

اجمل
۲۰ ستمبر ۲۵ء

مکتوب نمبر ۶

راجپور (ڈیرہ دون)

مہر گستر

وعلیکم السلام!

میں بہت نادم ہوں کہ آپ نے اپنی محبت سے مجھے کئی خطوط بھیجے لیکن میں ان کے جواب دینے سے قاصر رہا۔

میرے پاس کام بہت رہتا ہے اس لئے جن خطوط کے جواب مجھے خود لکھنے ہوتے ہیں ان میں علی العموم تاخیر ہو جاتی ہے۔

معلوم نہیں کہ آپ نے کوئی تجارتی کام شروع کیا یا نہیں۔ میری رائے تو آپ کے لئے اب بھی وہی ہے جو میں نے آپ کو یورپ کے سفر کے دوران میں دی تھی کہ اب آپ یکسو ہو کر صرف تجارت میں اپنے وقت کو صرف کیجئے ورنہ خوف ہے کہ آپ کا بہتر زمانہ بیکار ہو جائے گا۔

کا مرید کئی مہینے سے بند ہے، ورنہ اس کے بھیجنے کا انتظام کرتا البتہ روزانہ "ہمدرد" جاری ہے جس کی نسبت ایسا معلوم ہوا ہے کہ وہ عنقریب بند ہونے والا ہے۔

میں تین ماہ کے لئے بہ غرض تبدیل آب و ہوا راجپور آ گیا ہوں غالباً ستمبر کے آخر تک یہاں مقیم رہوں گا۔

کپتان صاحب کا جو مہمان ہے، مجھ سے ملے تھے، میں نام بھول گیا ہوں انہیں سلام بھی کہہ دیجئے اور مولوی صاحب کو بھی جہاں کہیں وہ تشریف رکھتے ہوں، ان کا حال بھی لکھئے۔

اجمل
۲۱ جون

مکتوب نمبر ۷

راجپور
۱۴ اگست ۲۶ء

مہر گسترم دام لطفہ،

وعلیکم السّلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کے مرسلہ سب خطوط مجھے مل گئے۔ جن بزرگ کو راہداری مل گئی اور جن کی نسبت آپ نے لکھا ہے کہ وہ ۱۰ اگست کے جہاز میں روانہ ہوں گے۔ اُنکے متعلق یہ دریافت کرنا ہے کہ انہیں راہداری کا پروانہ کس ملک کے لئے ملا ہے۔

اس سے تو خوشی ہوئی کہ آپ نے گشتہ جات کا سلسلہ شروع کر دیا ہے اور ایک دفتر بھی کھول دیا ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ دوسرے مشاغل میں وقت

زیادہ صرف کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں مجھے تجارت کے کام میں کامیابی بہت دشوار معلوم ہوتی ہے۔

امید ہے کہ آپ امیر شکیب ارسلان صاحب سے مل لیے ہونگے۔ اگر شام کے متعلق کوئی خاص واقفیت آپ کو ان کے بیان سے ہوئی ہو، تو اس سے مجھے مطلع کریں۔[۵]

میں کوشش کروں گا کہ اردو کے اخبار آپ کو ملتے رہیں تاکہ ہندوستان کے حالات سے آپ کو ایک حد تک اطلاع ہوتی رہے۔

براہ مہربانی کپتان تغازانی[۶] صاحب کو میری طرف سے بہت بہت سلام کہہ دیجیے گا اور مزاج پرسی کر لیجیے گا۔ مولانا صاحب کی خدمت میں بھی اگر ہوں تو سلام پہنچا دیجیے گا اور اپنے پارسی دوست کو بھی۔

مولانا ابوالکلام صاحب اس وقت یہاں تشریف رکھتے ہیں اور آپ کو بہت بہت سلام کہتے ہیں۔ وہ آپ کو خط لکھ کر اسی خط میں بھیج رہے ہیں۔

اجمل

مکتوب نمبر ۸

ڈیر اقبال

وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ!

آپ کے دو عنایت نامے محررہ مؤرخہ ۷ ستمبر اور دوسرا مؤرخہ ..... ملے جن کا جواب ایک میں لکھتا ہوں۔

۱۔ خوشی ہے کہ آپ تجارت میں اپنا وقت صرف کرنا چاہتے ہیں لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ عملی طور پر آپ نے ابھی تک کوئی تجارتی کام شروع نہیں کیا۔ میری ابتدا سے یہی رائے ہے کہ آپ کے لئے سیاسیات سے تجارت بہتر ہے۔ بیشک اس میں سرمایہ کی

ضرورت ہے لیکن کیا عجب ہے کہ اس کا کوئی سامان آپ کرسکیں۔

۲۔ میں جابری صاحب[۵۷] کو مہینوں سے خط لکھنا چاہتا ہوں لیکن مجھے معلوم نہیں کہ ان کا پتہ کیا ہے۔ اس لئے اب تک انہیں لکھ نہیں سکا۔ مہربانی کر کے ان کا پتہ لکھئے اور انہیں مطلع کیجئے اور میں اب تک پتہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے انہیں خط نہ بھیج سکا۔ اور یہ بھی اطلاع دیجئے کہ ان کا کوئی خط آج کی تاریخ تک مجھے نہیں ملا۔

۳۔ مصیبت زدگان شام کے لئے گو ہندوستان میں اس وقت چندہ کی فراہمی بہت دشوار ہے لیکن وہ تشریف لائیں گے تو بہت خوشی ہوگی اور ممکن امداد سے دریغ نہ ہوگا[۵۸]۔

۴۔ مسٹر فلیکس تفازانی سے میرا سلام کہئے گا اور یہ لکھئے گا کہ افسوس ہے کہ میں آپ کے رسالہ کی اشاعت میں شرکت نہیں کرسکوں گا لیکن جو مضمون وہ پسند کریں لکھ کر بھیج دوں گا۔ ڈاکٹر انصاری صاحب، مہاتما جی صاحب اور مولانا ابوالکلام صاحب سے وہ براہ راست اس کیلئے خط و کتابت کریں۔

۵۔ آپ اپنے بھائی[۵۹] کو لکھیں کہ وہ میرے ساتھ براہ راست خط و کتابت کریں۔ میں ان کی تعلیمی امداد کے لئے کوشش کروں گا۔ والسلام۔

امیر شکیب ارسلان صاحب اور ہمارے دوست جابری صاحب کو بہت بہت سلام۔

۱۵ اکتوبر کو میں دہلی واپس جا رہا ہوں۔

اجمل

ڈیرہ دون

۱۴ اکتوبر ۲۶ء

تعلیقات ۱۔ اس زمانے کے سیاسی کارکنوں میں مولانا محمد علی جوہر کے علاوہ اس نام کے دو اور بزرگوں کا نام ملتا ہے۔ ان میں سے ایک مولانا محمد علی قصوری، ایم اے کینٹب، صاحبِ "مشاہدات کابل و یاغستان" تھے اور دوسرے محمد علی برادر مولانا احمد علی لاہوری۔ حکیم صاحب کے خط سے یہ واضح نہیں ہو سکا کہ ان کا اشارہ کس محمد علی کی طرف ہے۔ مولوی برکت اللہ بھوپالی کے ایک خط سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مشارٌ الیہ مولانا محمد علی ایم اے کینٹب تھے۔

۲۔ وحید کے تعلقات مولانا برکت اللہ بھوپالی اور اقبال شیدائی کے ساتھ تھے اور ان کے درمیان باقاعدہ خط و کتابت ہوتی رہتی تھی۔ مولانا اپنے ایک خط میں شیدائی صاحب کو لکھتے ہیں "میں وحید کا خط تم کو بھیجتا ہوں جس سے اس شخص کی دروغ گوئی اور نفاق ثابت ہوتا ہے۔" مولانا شیدائی صاحب کو بار بار اس سے بچنے کی تلقین فرماتے ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لین دین کے معاملے میں بد دیانت تھا۔

۳۔ یہاں مولوی صاحب سے مراد مشہور انقلابی رہنما مولانا برکت اللہ بھوپالی ہیں جن کا نام "ریشمی خطوط سازش کیس" کی ڈائریکٹری میں موجود ہے۔ وہ حافظِ قرآن ہونے کے علاوہ عربی، فارسی، تاریخ اور علوم اسلامیہ سے کماحقہٗ واقف تھے انہوں نے "خلافت" کے عنوان سے ایک کتاب لکھی تھی جس کا ترجمہ متعدد زبانوں میں ہو چکا ہے۔ ان کی عمر کا بیشتر حصہ جلا وطنی میں گذرا۔ وہ ۱۸۹۰ء میں تبلیغ اسلام کی غرض سے انگلستان چلے گئے۔ موصوف برطانوی مستشرقین کے لئے عربی اور فارسی کتابوں کا انگریزی میں ترجمہ کر کے اپنی گذر بسر کرتے تھے۔ انہوں نے مشہور مستشرق اسٹانلے لین پول کو۔ مڈیول انڈیا۔ کی تصنیف میں بڑی مدد دی۔ ۱۹۰۶ء میں امریکہ چلے گئے جہاں انہوں نے برصغیر کی سیاست

میں دلچسپی لینا شروع کیا۔ ۱۹۰۸ء میں ٹوکیو پہنچے اور وہاں اسکول آف فارن لینگویجز میں اردو پڑھانا شروع کیا۔ جاپان میں قیام کے دوران انگریزوں کے خلاف پروپاگنڈا کی وجہ سے مشہور ہوئے۔ ۱۹۱۳ء میں ٹوکیو سے سان فرانسسکو گئے اور وہاں "غدر پارٹی" کے رکن بن گئے۔ کچھ عرصہ بعد برلن پہنچے اور وہاں انڈین نیشنل پارٹی کی رکنیت قبول کرلی۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران میں وہ جرمن ترک مشن کے ہمراہ کابل گئے اور یہیں ان کی ملاقات مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے ہوئی۔ مولانا سندھی مرحوم ہندوستان کو انگریزوں کے تسلط سے آزاد کرانے کے لئے "جنود ربانیہ" کے نام سے جو فوج تیار کرنا چاہتے تھے اس میں مولانا برکت اللہ کو لفٹننٹ جنرل بنانے کا فیصلہ ہوا تھا۔ مولانا برکت اللہ کے آخری ایام حیات کیلیفورنیا میں گذرے۔

۴۔ امیر شکیب ارسلان ایک مفکر، مؤرخ، مصلح اور عربی زبان کے صاحبِ طرز ادیب کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ وہ ۱۸۶۹ء میں لبنان کے ایک قصبے شویفات میں پیدا ہوئے۔ ان کا شمار مفتی محمد عبدہٗ کے ارشد تلامذہ میں ہوتا ہے۔ وہ اپنے دل میں اسلام اور مسلمانوں کا بڑا درد رکھتے تھے۔ انہوں نے یورپ میں پچیس سال قیام کے دوران میں اسلامی موضوعات پر متعدد کتابیں لکھ کر عربوں کے دل میں اسلام سے محبت اور آزادی کا جذبہ پیدا کیا۔

موصوف ۱۹۲۵ء میں جنیوا میں مقیم تھے وہیں ان کی ملاقات حکیم اجمل خان مرحوم سے ہوئی۔ حکیم صاحب زندگی بھر ان کے خلوص و محبت کے معترف رہے۔

امیر شکیب ارسلان ۹ دسمبر ۱۹۴۶ء کو بیروت میں فوت ہوئے۔

۵۔ ۱۹۲۵ء کے اواخر میں شام میں فرانسیسی حکومت کے خلاف بغاوت ہوگئی اور ۱۹۲۶ء کے موسم بہار میں فرانس نے دمشق پر شدید بمباری کی اور

سویدا پر قبضہ کر لیا۔ اس ہنگامے میں ہزاروں بے گناہ شامی مارے گئے اور لاکھوں بے گھر ہو گئے۔ حکیم صاحب شیدائی مرحوم سے شام کی تازہ ترین صورت حال کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے تھے۔

۶۔ کپتان تغازانی کا ذکر حکیم صاحب کے علاوہ مولوی برکت اللہ بھوپالی کے خطوط میں بھی آیا ہے۔ وہ ڈاکٹر اقبال شیدائی کے بڑے مخلص دوست تھے۔ حکیم صاحب کے خط سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ وہ صحافی تھے۔ مولوی صاحب کے ایک خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں اطالوی زبان پر مکمل دسترس تھی اور وہ اٹلی کے اخبارات و رسائل میں سیاسی مضامین لکھتے رہتے تھے۔ مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے خطوط میں بھی ان کا ذکر آیا ہے۔ وہ بھی ان کے خلوص کے بڑے معترف تھے۔

۷۔ جابری صاحب کے بارے میں وثوق کے ساتھ کچھ کہنا مشکل ہے۔۔۔ سعد اللہ جابری نام کے ایک صاحب اس زمانے میں شام کی سیاست میں سرگرم حصہ لیا کرتے تھے۔ وہ قتلہ پارٹی کے رکن تھے اور ۱۹۲۸ء میں شام کی قانون ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تھے۔ عین ممکن ہے کہ وہ امیر شکیب ارسلان کے توسط سے حکیم صاحب سے ملے ہوں۔

۸۔ اس زمانے میں شام کے سیاسی رہنما فرانس کے خلاف ناکام بغاوت میں بے گھر ہونے والے افراد کے لئے چندہ جمع کر رہے تھے۔ جابری صاحب اسی سلسلہ میں ہندوستان کا دورہ کرنا چاہتے تھے۔ مولوی برکت اللہ بھوپالی ڈاکٹر محمد اقبال شیدائی کے نام اپنے ایک خط محررہ ۱۱ فروری ۱۹۲۶ء کو لکھتے ہیں کہ امیر شکیب ارسلان اس سے بہت خوش ہیں کہ ہندوستان میں لوگ شامیوں کے لئے چندہ جمع کر رہے ہیں۔ ان کا یہ مشورہ ہے کہ یہ چندہ مفتیٔ اعظم فلسطین الحاج امین الحسینی کی معرفت

شام میں مصیبت زدگان کو بھیجا جائے۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ حکیم صاحب کو لکھیں کہ اپنے دوستوں کو جوش دلا کر یہ کام خوش اسلوبی سے کریں۔

۹۔ یہاں "اپنے بھائی" سے مراد ڈاکٹر محمد جمال بھٹہ ہیں۔ موصوف ڈاکٹر اقبال شیدائی مرحوم سے تقریباً بیس برس چھوٹے ہیں۔ انہوں نے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ایم۔بی۔بی ایس کا امتحان پاس کیا اور قیام پاکستان کے بعد ملتان میں نشتر میڈیکل کالج اور نشتر ہسپتال ان ہی کی ذاتی کوشش اور بھاگ دوڑ سے تعمیر ہوئے۔ موصوف ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد بھی بڑی باقاعدگی کے ساتھ ہسپتال اور کالج جارہے ہیں اور اپنی نگرانی میں ان کی توسیع کروا رہے ہیں۔

اعلان

کاغذ کی اور طباعت کی بے پناہ گرانی کی بناہ پر ماہ ستمبر سے رسالہ برہان کا سالانہ چندہ مبلغ بیس ۲۰/- روپے کردیا گیا ہے۔

لہذا پرانے خریداران رسالہ برہان کا زرِ تعاون اب بچیس ۲۵/- روپے سالانہ کے حساب سے بھیجیں۔ آپ حضرات کو مطلع کرنے کے لئے اس ماہ کے برہان میں یہ اعلان دیا گیا ہے۔

(عمید الرحمٰن عثمانی)
منیجر رسالہ برہان
دہلی۔